فکر و نظر
سدا طوفانِ بحرِ زیست میں زیر و زبر ہو کر
حباب آسا اُبھرنا ہی کمالِ زندگانی ہے

برائے ریویو و اظہار خیال

سلسلۂ مطبوعاتِ کتب!

فکر و نظر

از:-

"شاعرِ حیات"

اثر بہاری

بارِ اوّل سنہ ۱۹۶۱ء

قیمت: فی جلد۔ ڈیڑھ روپیہ

وزیر ہند پریس امرتسر میں باہتمام
بی بی لاجونتی کور پرنٹر چھپی

ملنے کا پتہ:-

اُردو اکادمی
پریم نگر۔ گورداسپور

فہرس

نمبر شمار	عنوانات	نمبر صفحہ
	فلسفۂ اعمالِ حسنہ	
۶۲	اعمالِ حسنہ	۶
۶۳	ایثار: شانِ ربوبیت	۱۸
۶۴	اعمالِ حسنہ: منتہائے حیات ..	۲۸
۶۵	آرام: حرام	۳۰
۶۶	نظامِ گاندھی: محنتِ شاقہ ..	۳۱
	کام کاج کا فلسفہ ..	
۶۷	کام: اکسیرِ حیات	۶۶
۶۸	کام: روحِ رواں زندگی	۶۷
۶۹	کام: معظم دیوتا	۶۸

یارانِ نکتہ داں کیلئے

تحریکِ نکتہ چینی!

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

بالآخر یو۔ پی میں لکھنے والوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو
جس کے افراد بس اس تاک میں رہتے کہ کسی پنجابی کی تحریر
پر گرفت کرنے کا موقعہ ملے یہ رجحان اس قدر عام تھا کہ اسے
تحریک کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ اقبال
کو بھی نہیں بخشا گیا۔ حقیقت یہ تھی کہ اقبال کے کلام پر
اعتراض کرنے والوں نے شاعری کو روزمرہ اور محاورے
کی چاشنی میں محبوس کر رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شاعر
کی غلطیوں پر تو اُن کی نظر فوراً جاتی، مگر خیال کی
بلندیوں کو وہ نہ چھو سکتے۔ دوسری طرف وہ
لوگ اس اصول سے نا آشنا تھے کہ کسی
زبان کا دائرہ جب وسیع ہونے لگتا ہے تو

نئے نئے الفاظ اس میں شامل ہونے لگتے ہیں
اور زبان و بیان کے کئی کئی انداز پیدا ہونے لگتے ہیں
اقبال نے آج سے نصف صدی پیشتر
ایک معترض کو جواب دیتے ہوئے لکھا تھا:-
"ہمارے دوست اس بات پر مصر
ہیں کہ پنجاب میں غلط اردو کے مروج
ہونے سے یہی بہتر ہے کہ اس
صوبے میں اس زبان کا رواج ہی نہ
ہو۔ لیکن یہ نہیں بتاتے کہ غلط اور
صحیح کا معیار کیا ہے۔ جو زبان ابھی بن
رہی ہو اور جس کے محاورات اور
الفاظ جدید ضروریات کو پورا کرنے
کے لئے وقتاً فوقتاً اختراع کئے جاتے
ہوں، اس کے محاورات وغیرہ کی صحت
کا معیار قائم کرنا میری رائے میں

محالات سے ہے۔ ابھی کل کی بات ہے اردو
زبان جامع مسجد کی سیڑھیوں تک محدود تھی
مگر چونکہ بعض خصوصیات کی وجہ سے اس میں
بڑھنے کا مادہ تھا اس واسطے اس بولی نے
ہندوستان کے دیگر حصوں کو بھی تسخیر کرنا
شروع کیا ...... الیسی صورت میں ممکن نہیں
کہ جہاں جہاں اس کا رواج ہو وہاں کے لوگوں
کا طریق معاشرت، ان کے تمدنی حالات
اور ان کا طرزِ بیان اس پر اثر کئے بغیر رہے۔"

مخزن۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء

تعارف
آشر بھارتی

نام و تخلص آشر بھارتی۔ زندگی کے حقائق
و معارف کو، عقل و دانش کی کسوٹی پر پرکھ کر
شعروں میں نظم کرنا، ان کی شاعری کا طرۂ امتیاز
ہے۔ ان کا فلسفۂ زندگی کے مشاہدات اور ان
کے اخذ کردہ نتائج کے گرد گھومتا ہے۔ زندگی
کے پُر صعوبت ماحول کو استقلال و ہمت، محنت و ضبط
سے مزید رنگیں و جاذبِ نظر اور باثبات بنانا
ان کے فلسفہ کا منتہائے مقصود ہے۔ زندگی ان کے
نزدیک بذاتِ خود ایک قوتِ تعمیری ہے، جس کی
سے آزاد بھارت میں بیشمار ڈیم، کمیونٹی پراجیکٹ

وغیرہ کا کام . گل پذیر ہے ساسی قوت حیات کی بنا
پر ، بھارت اپنا سر اقوام دنیا میں ابھار رہا
ہے ۔ یہ قوت حیات صرف انسانوں میں ہی کارفرما
نہیں . بلکہ قدرت کے ہر شعبہ میں بھی جاری ہے ۔
ندیوں کے زیر و بم ، طائروں کے پرواز فلک پیما
خندہ دنداں نمائے یار، وغیرہ میں بھی یہی زندگی کی
لو جھلکتی ہے ۔ ایک جیتی جاگتی قوم کے لئے ہمیشہ
مثبت قوتیں ہی مفید و کارآمد ہوا کرتی ہیں ۔
اگر بھارتی کے نزدیک ، نشاط ، سرور، خوشی
فتح ، کامرانی ، استقلال، ہمت ، اولوالعزمی، پختگی
عزم ، کامیابی وغیرہ مثبت قوتیں ہیں . جو ایک
قوم کو حالت پسماندہ سے اٹھا کر ، صفِ اول
میں لانے کے لئے نہایت مفید و کارگر ہیں ۔ ان کے
برعکس ، یاس ، حسرت ، رنج ، غم ، سودا ، حزن
افسردگی و پژمردگی وغیرہ منفی حالتیں ہیں ۔ کیونکہ یہ انسا

کو بُزدل، پست ہمّت اور کم حوصلہ بناتی ہیں
اور انسان خوفزدہ و شکست خوردہ ذہنیت کا
قائل ہو جاتا ہے۔ چونکہ انسان ان منفی طاقتوں
کے اثر سے، یک گونہ زندگی کی کشمکش میں ناکام
ہو کر رہ جاتا ہے۔ لہذا اثر بھارتی بنی نوعِ انسان
کو غم و یاس کی منفی طاقتوں سے زور آزما
ہونے اور انہیں صبح نشاط میں مُتبدّل کرنے
کی یوں تلقین کرتے ہیں سے

اُٹھ کے غم سے ہو ذرا زور آزما
شام کے پہلو میں ہے صُبحِ نجات!

یہی زور آزمائی اثر بھارتی کا فلسفۂ حیات ہے لہذا
وہ optimistic یعنی پُر امید زندگی کے شاعر
ہیں Pessimism (قنوطیت) یا احساساتِ حزیں کے شاعر نہیں

سیِ شعر و شاعری پر مشتمل اِن کی
حسبِ ذیل مطبوعات ہیں:-

(۱) فکر و نظر (قطعات) تین روپے
(۲) خدا اور آدم کے گیت دو روپے
(۳) گلستانِ حیات (غزلیات) چھ روپے
(۴) فلسفہ ہی فلسفہ تین روپے

۱۵) سرودِ رُوحانی دو روپے

محصول ڈاک بذمہ خریدار

کتابیں منگوانے کے لئے مبلغات بذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے
نیز محصول ڈاک کیلئے کم از کم ایک روپیہ مزید بھیجئے۔

کتابیں ملنے کا پتہ

اُردو اکاڈمی
پریم نگر۔ گورداسپورہ

زندگی

مزاجِ آہنگِ نغمہ اور ستانۂ لن ترانی ہے
ہجومِ رنگ و بو میں کار فرا موجِ فانی ہے
فنا انجام بحرِ زیست میں زیر و زبر ہو کر
حباب آسا ابھرنا ہی کمالِ زندگانی ہے

سکونِ دل : ممات!

تُو سمجھتا ہے "سکونِ دل" کو بُنیادِ حیات!
مَیں سمجھتا ہوں اِسے "عکسِ فنائے کائنات"!
خامشی دریا کی ہے تیرے لئے وجد آفریں!
اور ہے میری نظر میں اِک یہ اندیشے کی بات!

ہر شاخِ بہاراں میں نئے سر سے ہری ہے!

شاخوں میں اُبھر آئی نئے سر سے تری ہے!

فطرت میں ازل سے ہے نہاں، رازِ نُمو کا!

رقصاں ہے کہیں پھول، کہیں سبز پری ہے

قیدِ تعلق

تو سمجھتا ہے "فرار" اس زندگی سے ہے بقا!

میری عقل وفہم سے بالا ہے یہ شیوہ ترا!

موجِ طوفان خیز مٹ مٹ کر ابھرتی ہے اگر

ہر تعلق کو سمجھنا چاہیئے زنجیر پا!

جذبۂ دل

ہوشیار! اے اہلِ ہمّت! ورنہ یاں پرمات ہے!

ہر قدم میں مجتمع خونِ رگِ برکات ہے!

تیرے پاؤں میں کھنچی آئے گی منزل اے اثر!

اشتیاقِ جذبۂ دل، وجہِ صد عشرات ہے!

اعمالِ حسنہ

یہ دُنیا اے اخترؔ! ہے کارگاہِ عرصۂ محشر
بدلتا ہے "عمل" کے زور سے اس کا ہر اک منظر
گناہ ہائے گزشتہ یاد کرنے سے کیا حاصل؟
سنہری بادۂ "اعمالِ حسنہ" کا اُٹھا ساغر

فلسفۂ آزادی

قیدِ ہستی بھی مجھے اک عالمِ فریاد ہے!
سلسلہ پابندِ جسم و جاں مجھے، ناشاد ہے!
ہوش کر اے فطرتِ مجبور! اور انگڑائی لے!
سچ ہے آزاد میری، ہر نفس آزاد ہے!

اِنسان

اِس شُعلۂ ہستی میں کیا حُسن سمایا ہے!
"سوزِ غمِ اُلفت" کا اک سوز رچایا ہے!
تصویر کے خاکہ میں یہ رنگ بھرا کس نے!
اے حُسنِ ازل! تُو نے کیا نُور دکھایا ہے!

حکمت: موجِ حیات

ہر کلی کو مثلِ رنگ و بو بکھرنا چاہیے

زندگی کو رقص کی صورت سنورنا چاہیے

تجھ کو جینا ہے اگر منظور دنیا میں آشر

موج کی مانند طوفاں سے ابھرنا چاہیے

خاک: رازِ تخلیق

خاک کی قیمت سمجھتا کیا ہے تو؟ اے بے خبر!
خاک سے اکثر اٹھا کرتے ہیں طوفانِ شرر!
خاک کے پردہ سے ہی ہوتی ہے تخلیقِ چمن
پھول مٹی کی پرت سے ہی ابھرتا ہے آخر!

اِنقلابِ حوصلہ دِل

آ بتا دُوں کیا ہے مجھ کو انقلابِ زندگی!

ذرّہ دِل کا بن کے چمکے آفتابِ زندگی!

حوصلہ دِل کا بڑھا دے، ایک لمحہ کے لئے

تُو اٹھا دے یاس کے رُخ سے حجابِ زندگی!

خونِ دل: شانِ حیات

مشتعل ہے خونِ دل پر داستانِ زندگی!

رنگ پر آتا ہے اس سے گلستانِ زندگی

ہمتِ انساں اسی کے جوش سے ہے آسماں

اور بنائے یاس و بربادی کو شانِ زندگی

چوٹ: تفسیرِ حیات!

چوٹ کھاکر ہی نکھرتا ہے زرِ کامل کا رنگ
زندگی کے راز کو ہیں جانتے "مردانِ جنگ"
موڑتے کب ہیں وہ مُنہ، بادِ مخالف سے اگر
کُودتے میدان کے مرکز میں ہیں لیکر اُمنگ!

ورِ ہمت : بازیٔ صد انقلاب!

"عشقِ لامحدود" کی پرواز میں ہے "انقلاب"

ہر ادائے شوق کا حاصل ہے "دورِ کامیاب"!

"زورِ ہمت" پر تری ہے "گردشِ صد آفتاب"

ورنہ ہر ذرّہ رہے لپٹا دھُندِ صد حجاب!

عروجِ زندگی چند روزہ!

کس لئے افسردہ دل ہے رُوئے روشن ہو بحال

پر اُبھرتی موج گرتی ہے دوبارہ لامحال!

کھول کر چشمِ بصیرت، دیکھ دریائے حیات

ہر حبابِ زندگی کو چند روزہ ہے کمال!

طوفان: عینِ حیات

کس قدر منہ زور ہے اسپِ شرابِ زندگی!

کھولتا ہے خون سے جوشِ شبابِ زندگی!

عینِ دریا موت ہے، انگڑائیاں لیتی ہوئی

سینۂ طوفان پہ رقصاں ہے حبابِ زندگی!

موت: پیامِ کشمکش!

اے دلِ ناداں! نہیں مقبول تیری پیشکش!

دیکھتا ہے تو "گُلِ پژمردہ" میں "پیغامِ غش"!

موت ہے تیرے لئے "دہنِ فنا" کھولے ہوئے

اور میں اس کو سمجھتا ہوں "پیامِ کشمکش"!

ایثار: شانِ رُبوبیّت!

خُون کی محنت ہے اِس میں پھُول کی لالی بنے!

رب کی ہے شان اِس میں، رزق کا والی بنے!

آبُرو قطرہ کی اِس میں ہے کہ وہ گوہر بنے

اور کسی کے کام آئے، کان کی بالی بنے!

بازوئے ہمت؛ خدائے کارساز!

چوٹ پڑتی ہے، تو کھاتا ہے لہو صد پیچ و تاب!

چوٹ سے ہے جاگتا، دنیا کا رنج و اضطراب

چوٹ سے لوہا بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے دوست

منحصر ہے "بازوئے ہمت" پہ دور کامیاب!

زندگی: بسترِ خارِ مغیلاں!

سازؔ کے تاروں میں مُضمِر، شوق ہے مضراب کا!

ہر کمر مزدور کی گویا ہے خمِ محراب کا

گُل کے پہلو میں کھٹکتا ہے یہاں خارِ چمن

زِیست کا بستر کہاں ہے لیے آشرا کمخواب کا؟

شکستِ دل : مقامِ موت

آرزو کے ساتھ وابستہ ہی دُنیا کا نظام

دِل "سراپا شوق" ہے اِسمیں نہیں مطلق کلام

زندگی کا لُطف ہے جدّوجہد میں اے اثرؔ!

حوصلہ کھو بیٹھنا ہے "ڈوب مرنے کا مقام"!

زندگی: منزلِ پُرخطر!

زندگانی کا سفر ہے اک رہِ پُرخطر
یہ کہاں فرصت، کوئی اس کو بنائے مُستقر
اِک قدم آگے بڑھا کر جلد تر منزل پہ جا!
حُسنِ دلکش پر کہیں جا کے نہ جم تیری نظر!

محنتِ شاقّہ: حیاتِ نَو!

محنتِ شاقہ کے رُخ پہ ہے حیات آب و تاب

محنتِ شاقہ، پلٹ دے قسمتِ خانہ خراب

محنتِ شاقہ کے بازوؤں میں ہے وہ زور فسوں!

حکمرانوں کو بدل کر دم میں لا دے انقلاب!

جوشِ حیات: تکمیلِ انساں

ہر رکاوٹ کو زیرِ پا کچلو!

قعرِ دریا میں ڈوب کر اُبھرو!

بن کے شمس و قمر زمانے میں!

روئے گیتی پہ ہر طرح چمکو!

لُطفِ زیست ؛ جانبازی حیات

عشق کی انتہا ہے ، مر مٹنا!
ہر نشانِ قدم میں دل رکھنا!
زیست کا لُطف جانبازی ہے
مثلِ پروانہ شُعلہ رو جلنا!

ان نظموں میں قافیہ کا التزام نہیں ہے۔ جس کے لئے معذرت خواہ ہوں

بازوئے ہمّت: کارسازِ زندگی

بازوئے ہمّت سے اُٹھتے ہیں حجاباتِ نظر
بازوئے ہمّت سے ہوتی ہر سعی ہے کارگر
بازوئے ہمّت سے لوہے کا جگر ہوتا ہے آب
بازوئے ہمّت سے چلتی ہیں مشینیں، ہر سحر!

مُدّعائے حیات!

حشر تک لوگوں کے لب پہ ہو تمہاری داستاں
وقف کردے زندگی کو تو برائے دیگراں!
نام تیرا تاکہ گونجے گنبدِ افلاک میں
رہنمائی کر کسی کی بن کے مثلِ کہکشاں!

منتہائے حیات: اعمالِ حسنہ

زندگانی، ایک بحرِ پُرخطر ہے اور طویل!

منتہائے ہر نظر ہے، قبضۂ دُرِّ جمیل!

نیک و بد اعمال پر اپنا اثر ہے اعتقاد!

سلسبیل، کوثر و تسنیم ہیں بس چند جھیل!

بازوئے ہمّتِ مزدور، سعیِ کارساز

قوّتِ ہمّت سے پگھل جاتا ہے لوہا سر بسر!

مُلک کی تعمیرِ صنعت ہے مرا حُسنِ نظر!

جاگ اُٹھتا ہے سحر کو جب مشینوں کا خُدا

بازوئے ہمّت کو لگ جاتے ہیں لاکھوں بال و پر!

آرام : حرام

زندگی وہ دیوتا ہے، وقت ہے جس کا امام
منزلِ مقصود کی جانب اُٹھا جلدی سے گام
ہوش کے کانوں سے سُن لے تو آخر کا فلسفہ
زندگی کی دوڑ میں آرام ہے یاں پر حرام!

نظامِ گاندھی؛ محنتِ شاقہ

ہے حیاتِ نو مسلسل محنتِ شاقہ کا نام
اور تجھ کو ہے تلاشِ راحت و لطفِ قیام
ہند کے مزدور بن جائیں اگر کولھو کے بیل
عرش سے آئے اُترے بھارت پہ "گاندھی کا نظام"

جستجوِ تفسیرِ حیات!

یہ بہارِ رنگِ دُنیا، یہ ہجومِ رنگ و بُو!

ہر نگہ اپنی بنی ہے آج جیبِ آرزو

لالہ و گُل میں بھڑکتا دیکھ، حُسنِ شعلہ خُو!

سُرخرو ہوتا ہے وہ، جو ہو سراپا جستجو!

اِنسانؔ: پروازِ تخیّل

بج رہا ہے ہر دلِ انساں میں سازِ آرزو

کس قدر طوفاں اُٹھاتا ہے یہ قطرہ لہو

گاہ اُڑکر عرش پہ کرتا ہے تاروں سے کلام

گاہ ربِّ دوجہاں سے اُس کی شانِ گفتگو

قطرۂ لہو ، حیاتِ قیامت خیز!

کیا قیامت خیز ہے یہ ایک قطرۂ لہو
تُو نے سمجھا ہی نہیں ، وائے سراپا جُستجو!
یہ دلِ عاشق میں اُبھرا بن کے شکلِ آرزو
یہ محبت کی رگوں میں بن کے دھڑکا "فتنہ خُو"!

دورِ استبداد: پیش خیمۂ انقلاب

دورِ استبداد لاتا ہے جہاں میں اضطراب
توڑ دیتا ہے غلامی کی سلاسل انقلاب
دل کے زخموں پر ستم کی برچھیاں کھاتے ہوئے
نوجواں بڑھتے ہیں سینوں میں لئے صد پیچ و تاب!

زوالِ نظامِ شاہی!

سخت نالاں دورِ شاہی سے ہیں ہوتے جب جواں

صورتِ شعلہ بھڑک اٹھتا ہے جب سارا جہاں

سر "تکبر" کے ہیں خم ہوتے، درِ مزدور پر

اور نظر آتے ہیں "شاہوں" کے نہ وہ شاہی نشاں!

حُسنِ حیات: نمودِ رنگ و بُو!

پھُول کُملانے سے مٹتا ہے کہاں "رنگِ حیات"
ہر کلی کی شکل میں پھر سے سنور جاتا ہے "حُسن"
ڈُوبتے سُورج سے روشن ہے نظامِ زندگی
غرق ہو کر پھر نئے سر سے اُبھر آتا ہے حُسن!

شورش: ربابِ حیات!

ابھرتا جوش" ہے ضد "انقلابِ زندگی"

تڑپتی موج" میں ہے" اضطرابِ زندگی"

خامشی" دریا کی ہے میرے لئے "پیغامِ موت"!

شورشِ طوفاں" میں بجتا ہے" ربابِ زندگی"!

نمودِ حُسن: خدائے کائنات

"یہ نمودِ حُسن" ہر سو ہے اثر احُسنِ حیات!

جاگ اٹھا خواب زلفیں سے خدائے کائنات"

یہ سنہری خوشۂ گندم، یہ دھانی سبز کھیت

گویا ہیں بکھرے ہوئے یہ جلوہائے حُسنِ ذات

رقصِ حیات

ہے دھڑکتا، خُون کے قطرہ میں جوشِ زندگی!

اِس ہجُومِ رنگ و بُو میں کس کو ہوشِ زندگی!

اُٹھ رہا ہے بشکلِ طُوفاں، کروٹیں لیتا ہوا!

سلیقہ امواج میں "جوش و خروشِ" زندگی!

حُسن شہنشاہِ کائنات ہے

تابِ آئینۂ صفات ہے، حُسن!!

جلوۂ رونقِ حیات ہے، حُسن!!

سِکّہ چلتا ہے دِل کی دُنیا میں!!

وہ شہنشاہِ کائنات ہے حُسن!!

آفتابِ حُسن ، نورِ علی نُور

چاندنی عکسِ آب و تابِ حُسن !!

نفسِ پاکیزہ ہے کتابِ حسن !!

حُسن سے اک جہاں ہے روشن !!

بُقعہٴ نُور ، آفتابِ حُسن !!

حُسن: سحرِ عجیب!

حُسن کرتا ہے نفرتِ دلِ پاک

حُسن کرتا ہے دُشمنی کو ہلاک

حُسن چاہے دلوں پہ راج کرے

حُسن میں ہے، پیار کی وہ تپاک

انجنِ انسانی: منبعِ قوّت!

جسمِ انسانی کے انجن سے نکلتی ہے وہ بھاپ
اُڑ کے جو جاتی ہے افلاک و سماوی کو بھی ناپ
وقت کی رفتار لیجاتی ہے اِنساں کو وہاں
رُوح اور تخیل کا ہوتا جہاں پر ہے ملاپ!

قطرۂ اشک و دریائے حسن

پردۂ بیرنگ میں ہے صورت و معنائے حسن

پرتوِ حسنِ نظر ہے ، صورتِ زیبائے حسن

کھول دے چشمِ بصیرت اے ضیائے نورِ ذات

موجزن ہے اشک کے قطرہ میں بھی دریائے حسن

خدا: بہار آرائے حُسن!

ذرّۂ صحرا کی وُسعت میں ہے اک صحرائے حُسن!
ہے جھلکتا قطرۂ دریا میں اک دریائے حُسن
توڑ دے گر تو طلسمِ پردۂ صد امتیاز
سامنے تجھ کو نظر آئے بہار آرائے حُسن!

حُسن: دوشیزۂ پاک

خندہ زن ہیں سُرخ چہرے پر گلاب
یا چھلکتے سُرخ ہیں جامِ شراب
عشق خائف تر ہے رُعبِ حُسن سے
وہ جلالی حُسن پاکیزہ شباب!

اِنسان : طُوفانِ نُور!

پیکرِ خاکی ہے یا انسانِ نور!
حُسن کا دریا ہے یا طُوفانِ نُور
جلوۂ رنگیں ہے کس کے حُسن کا؟
یہ حجابِ نُور، یہ ایمانِ نُور!

حُسن: جلوۂ صد ناز!

جب اُٹھا دل میں جذبِ سوز و ساز
سامنے تھا نظر کے حُسنِ مجاز!
شُکر کرتا ہوں اپنی قسمت پر
آنکھیں مُشتاقِ جلوۂ صد ناز!

ارادۂ مستقل : فروغِ حسنِ نظر!

مرے ارادۂ مستقل سے ہو پتھروں میں بھی جان پیدا

نظر میں جس شاخ پہ جما دوں وہیں ہو اِک آشیاں پیدا

سما گئے ہیں فلک کے جلوے تمام یکسر مری نظر میں

فروغِ حسنِ نظر سے میری جہاں میں ہے گلستاں پیدا

تخلیقِ نَو: جہانِ نو!

آہ میں وہ بیساں پیدا کر

مُنہ میں اپنے زباں پیدا کر

دُنیا ساری آشرَبے اب اندھی

نُور کا اک جہاں پیدا کر!

حُسن: نقاب کشائے زندگی!

حُسن کی طلعت سے روشن آفتاب

حُسن کی محنت سے پیدا انقلاب!

حُسن گر چاہے، تو زورِ حُسن سے

رُوئے دُنیا سے اُٹھا دے سب حجاب!

حُسن نقش و نگارِ زندگی!

حُسن کا شعلہ، بہارِ زندگی!

حُسن ہے پروردگارِ زندگی!

حُسن بھرتا ہے جہاں میں رونقیں!

حُسن ہے نقش و نگارِ زندگی!

حُسن بعظمتِ صدِ زندگی

حُسن کی تو حرکتِ صدِ زندگی!

حُسن میں ہے نکہتِ صدِ زندگی!

حُسن جب محنت کرے تعمیر تو

عشق پہ ہو عظمتِ صدِ زندگی!

حُسن: انبساطِ مُستقل

حُسن ہے سرمایۂ عیش و نشاط!

حُسن ہے سرچشمۂ صد انبساط!!

حُسن سے اُٹھتی ہیں لہریں پریم کی

حُسن ہے سرمایۂ صد ارتباط!

حُسن : قوتِ سر زور

حُسن وہ شہ زور قوت ہے کہ لائے انقلاب
حُسن کی رنگینیوں کی ضَو سے روشن ہے شباب
جگمگا اُٹھے ضیائے حُسن سے خانہ خراب
ظُلمتوں کو خاک کر دے حُسن کا ہر آفتاب!

خمارِ جوانی بترغیبِ شاعری!

یہ جوانی، یہ شباب وعشق کا سَر میں خُمار
آرزوؤں کا مچلتا، دل میں طوفانِ بہار
یہ حسین جلوئے جہانِ رنگ و بو کے چار سو!
شعر کہنے کی مجھے ترغیب دیں دیوانہ وار!

حُسن: کمسِن و بھولا بھالا

حُسن، دیکھو ہے کس قدر بھولا
حُسن، دُنیا کا پاک تر جھولا
حُسن اور ظُلم: مُتضاد ہیں شئے
آبِ شیریں میں زہر، کب گھولا؟

حُسن بجذبۂ پاک

سبب بے اشارہ تمہیں بُلائے حُسن!
گودی اپنی، تمہیں کھِلائے حُسن!
حُسن سرتاپا پاک جذبہ ہے
رُوٹھ جاؤ، تمہیں مَنائے حُسن!

حُسن: صُورت گرِ اخلاق

پاک و شُستہ ہے خُوب حُسنِ مذاق
حُسنِ اعجاز سے ہو دُور نفاق!
حُسن سے بھر گیا تمام آفاق
حُسن اُونچا کرے، گرے اخلاق!

تاثیرِ حُسن بہ زینتِ املاکِ دِل

حُسن ہے سرمایۂ اِدراکِ دِل!
حُسن ہے وجہِ سکونِ پاکِ دِل!
حُسن کی تاثیر سے انساں کی خاک
باعثِ صد زینتِ اِملاکِ دِل!

حُسن: اکسیرِ جسم و جاں

حُسن وہ جادو ہے، جس سے ہو نفسِ انساں کا پاک!

حُسن کی ہر بار سے بڑھتا ہے انساں میں تپاک!

صدمۂ جوشِ جنوں اور جسم و جاں کی کُلفتیں

جلوۂ حُسنِ ازل سے دم میں ہوتی ہیں ہلاک!

دعوتِ حُسن: وِصالِ جسم و جان

جلوۂ حُسن، چار سو سے عیاں!!
نارسائی و ظُلم کا کیا امکاں؟
سینۂ عشق میں کرے گھر حُسن
گویا جسم اور رُوح ہوں "یک جاں"!!

اعجازِ حُسن، کردگارِ حیات

جادۂ حُسن، حاصلِ اعجاز!

حُسن کھولے دلوں کے راز و نیاز!

حُسن، مُردہ دلوں میں رُوح بھرے

حُسن بھر دے نفس میں سوز و ساز!

حُسن: آفتابِ جہاں تاب

جگمگا اٹھی یہ دُنیا جب ہوا وہ بے نقاب!

حُسن نے پھونکا، دِل برباد میں رنگیں شباب!

حُسن سے روشن ہوئی آخر گنہگاروں کی رات

حُسن چمکا کُل جہاں پر بن کے آخر "آفتاب"!

کام اکسیرِ حیات!

کام کرنے سے دلِ افسردہ میں آتا ہے جوش
کام سے ہوتا ہے حل ہر مسئلۂ خورد و نوش!

زندگی کی دوڑ میں پچھڑی ہوئی قومیں اثر!
کام کرنے سے ہی بڑھتی ہیں بصد جوش و خروش!

کام: روحِ روانِ زندگی!

"کام" ہے سرمایۂ جنّت نشانِ زندگی
"کام" ہے مشکل کشائے ہفتخوانِ زندگی
"کام" ابھرتا ہے رگوں میں خونِ تعمیرِ حیات
"کام" ہے گویا اثرؔ! روحِ روانِ زندگی

کام "معظّم دیوتا!

کام کے اعجاز سے بڑھتا ہے دل کا حوصلہ
ٹوٹ جاتا ہے مری ناکامیوں کا سلسلہ
آج کلائیں کام "کے مندر میں اپنا سر اتر!
کام ہے میری نظر میں اک "معظّم دیوتا!"

کام: رُوحِ روانِ قوم!

"کام" اک معیارِ شانِ قوم ہے!

"کام" ہی اک آستانِ قوم ہے!

کام سے رغبت ہو جب مزدور کو!

تب رواں یہ کاروانِ قوم ہے!!

کام: تصویر آرائے دُنیا

مُلک میں رُوح پھونکنے کو "کام" ہی اکسیر ہے
"کام" ہی پر منحصر ہر قوم کی تعمیر ہے
نعرہ اقوامِ دُنیا اب اگر ہو "کام! کام!"
حرکتِ خونِ جگر میں اک نئی تصویر ہے!

ہڑتالی: دشمنِ ملک و ملت!

ہوش کے کانوں سے سُن ہڑتال کے شیدا پیام
کس لئے تو درغلا تا کام سے ہے خاص و عام!

دشمنِ ملک و ملل اور دشمنِ سرکار ہے
کس لئے بھرتا ہے تو بربادیٔ انساں کا جام؟

آدمی: زندگی: کام: ہڑتال

آدمی، آفتابِ صد تنویر!
عینِ حُسنِ ازل کی ہے تصویر!
حرکتِ خُون میں ہے "مَوجِ حیات"!
"کام" کے خُون پہ بنی "تقدیر"!
"ترکِ حرکت" ہے "سخت تر تقصیر"!
اور "ہڑتال" ـــ "تُعن کی زنجیر"!

کام : رُوحِ رَوانِ قوم!

"کام" اک معیارِ شانِ قوم ہے!
"کام" ہی اک آستانِ قوم ہے
کام سے رغبت ہو جب مزدور کو
تب رواں یہ کاروانِ قوم ہے!

کام: تصویر آرائے دُنیا

مُلک میں رُوح پھونکنے کو "کام" ہی اکسیر ہے

"کام" ہی پر مُنحصر ہر قوم کی تعمیر ہے

نعرۂ اقوامِ دُنیا اب اکثر ہو "کام! کام!"

حرکتِ خونِ جگر میں اک نئی تصویر ہے!

حُسن: آفتابِ جہاں تاب

جگمگا اُٹھی یہ دُنیا جب ہوا وہ بے نقاب!

حُسن نے پھونکا، دلِ برباد میں رنگیں شباب!

حُسن سے روشن ہوئی آخر گنہگاروں کی رات

حُسن چمکا کُل جہاں پہ بن کے آخر آفتاب!

کام اکسیرِ حیات!

کام کرنے سے دلِ افسردہ میں آتا ہے جوش
کام سے ہوتا ہے حل ہر مسئلۂ خورد و نوش!
زندگی کی دوڑ میں پچھڑی ہوئی قومیں اگر!
کام کرنے سے ہی بڑھتی ہیں بصد جوش و خروش!

حُسن: آفتابِ جہاں تاب

جگمگا اُٹھی یہ دُنیا جب ہوا وہ بے نقاب!

حُسن نے پھونکا، دِل برباد میں رنگیں شباب!

حُسن سے روشن ہوئی آخر گنہگاروں کی رات

حُسن چمکا کُل جہاں پہ بن کے "آخر آفتاب"!

کام اکسیرِ حیات!

کام کرنے سے دلِ افسردہ میں آتا ہے جوش
کام سے ہوتا ہے حل ہر مسئلۂ خورد و نوش!
زندگی کی دوڑ میں پچھڑی ہوئی قومیں اثرؔ!
کام کرنے سے ہی بڑھتی ہیں بصد جوش و خروش!

کام: روح و روانِ زندگی!

"کام ہے سرمایۂ جنّت نشانِ زندگی

"کام ہے مشکل کشائے ہفتخوانِ زندگی

"کام" ابھرتا ہے رگوں میں خونِ تعمیرِ حیات

"کام ہے گویا اثر! روح و روانِ زندگی

"کام" "معظم" دیوتا!

کام کے اعجاز سے بڑھتا ہے دل کا حوصلہ
ٹوٹ جاتا ہے مری ناکامیوں کا سلسلہ
آج کل ہیں "کام" کے مندر میں اپنا سر اتر!
"کام" ہے میری نظر میں اک "معظم" دیوتا!

کام: رُوحِ روانِ قوم!

"کام" اک معیارِ شانِ قوم ہے!

"کام" ہی اک آستانِ قوم ہے!

کام سے رغبت ہو جب مزدور کو!

تب رواں یہ کاروانِ قوم ہے!!

کام تصویر آرائے دُنیا

مُلک میں رُوح پھونکنے کو "کام" ہی اکسیر ہے
"کام" ہی پر مُنحصر ہر قوم کی تعمیر ہے
نعرۂ اقوامِ دُنیا اب آخر ہو "کام ! کام" !
حرکتِ خونِ جگر میں اک نئی تصویر ہے !

ہڑتالی: دُشمنِ مُلک و مِلّت!

ہوش کے کانوں سے سُن ہڑتال کے شیدا پیام
کس لئے توڑ رہا تُو کام سے ہے خاص و عام!
دُشمنِ ملک و ملل اور دشمنِ سرکار ہے
کس لئے بھرتا ہے تُو بربادیٔ انساں کا جام؟

آدمی : زندگی : کام : ہڑتال

آدمی، آفتابِ صدتنویر!
عینِ حُسنِ ازل کی ہے تصویر!
حرکتِ خون میں ہے "موجِ حیات"!
"کام کے خون پر بنی تقدیر"!
"ترکِ حرکت" ہے سخت تر تقصیر!
"ہڑتال" "خون کی زنجیر"!

عناصرِ فتنہ پرور اور حکومت

جو صدا ہڑتال کی کرتے بلند ہیں اے اثرؔ!

دشمنِ اہلِ وطن ہیں، منبعِ حسد شور و شر!

ہر حکومت پر یہ ہے اک فرض، اِن کو کچل دے

فتنہ پرداز دل کو دیں ہرگز نہ یہ وقتِ ظفر!

آدمی ہمہ تن کام!

آدمی پیدا ہوا ہے کام کرنے کے لئے

زندگی کی صورتوں میں رنگ بھرنے کیلئے

ملک وملت کا تقاضا ہے اسی میں اے اثرؔ!

کام کی خاطر رہیں تیار مرنے کے لئے!

ہڑتال: وجہِ نقصانِ ملک و قوم

اے اثر ہڑتال ہے سرمایۂ صد شور و شر

پھیلتا ہے کارخانوں میں بُرا اس سے اثر

کام بند ہونے سے ہے نقصان ملک و قوم کا

کیوں نہ حکومت اُڑا دے[1] ایسے ہڑتالی کا سر؟

---

[1] یہ نظریہ انتہا پسندی ہے اور عموماً حکومتی نکتۂ نگاہ سے جائز۔ چنانچہ تمام کمیونسٹ اور امپیریلسٹ ممالک (برطانیہ امریکہ) میں رائج ہے۔ کہ ہڑتالیوں پر گولی برسائی جاتی ہے۔ یہ خیال رسالہ شعری لڑی میں پیش کیا گیا ہے گو اقوِ بھارتی کا ذاتی خیال ہے کہ ہر شخص

میز کانفرنس : علاج تفرقات

یہ غلط فہمی ہے کیونکہ چھوڑ دیں سب کام کاج ۔
…کے محنت، کیوں کر ملک میں ہوگا اناج
بیٹھ کر باہم یہ گر "مزدور اور سرمایہ دار"
کاش ہم آغوش ہوں، بڑھنے دیں الفت کا مزاج!

کام بنتے حکومت

"کام" پر منحصر ہے زندگی کا فلسفہ

"کام" سے چلتا اثر سرکار کا ہے سلسلہ!

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

جمہوری حکومت : بہبودیٔ خلائق

ہر حکومت کے تصوّر میں ہے انساں کا کمال!

چہرۂ انساں پہ چمکے خوب خوشیوں کا جلال

کارخانوں اور مشینوں میں ہو انسداد ال!

وہ رعایا کا ہے، ایسا ہے حکومت کا خیال

اب جو ایسے میں کوئی رخنہ اندازی کرے

اے اکثر قانون کا اور ملک کا دشمن بنے!

سعیِ لاحاصل: پیامِ زندگی!

ہر رگِ افسردہ ہے اک جادہ منزل مجھے

حسرتوں کا خون ہے سرمایۂ حاصل مجھے

اُٹھ کے پھر دوں گا زمانہ کو یہی درسِ انقلاب

اک "پیامِ زندگی" ہے "سعیِ لاحاصل" مجھے!

سعیِ لاحاصل: محرکِ حیات

کھینچتا ہے اپنی جانب جذبۂ "منزل" مجھے
ہر شکستِ زندگی ہے، ہستیٔ "باطل" مجھے
زندگی کی کشمکش میں بہرِ لطفِ "صد حیات"
ہے محرک خیز جوشِ سعیٔ "لاحاصل" مجھے!

انسان: عقدہ کشائے زندگی

"خودکشی میں ڈھونڈتا ہے تو نجات!
آ بتا اوں تجھ کو میں تیری صفات!
تو اگر سمجھے تو ہے، "عکسِ خدا"!
اور کھولے عقدۂ رازِ حیات!!

Man is The Image of God."
— Bible

سعیِ عمل: رازِ صدِ عشرت

ہر تڑپ، اک حرکتِ آغاز ہے
دِل تو گویا "حسرتِ پرواز" ہے
تُو عبث گھبرا رہا ہے، بے خبر!
"ہر سعی میں "عشرتوں کا راز" ہے!

سعئِ پیہم : مُدّعائے حیات

"زندگی" ہے دھڑکتے دِل کی صفات !

ہے "سُکوں" گویا زندگی کی ممات !

مَیں نہیں ہوں "شکست"[1] کا قائل !

"سعیِ پیہم ہے مُدعائے حیات" !

---

[1] رانا پرتاپ ، بابر ، شہاب الدین غوری شکست کے قائل نہیں تھے ۔ نپولین ، شکست کا قائل نہیں تھا ۔ ان کے حالات سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئیے ۔

زورِ بازوئے سعیؔ: محرکِ کشتیٔ حیات

زندگی ہے ایک بحرِ بیکراں
موجہائے انبساط و غم رواں!
زورِ بازوئے "سعیؔ" کے جوش سے
کشتیٔ اُمیدِ انساں ہے رواں!

دلِ غمگیں: بازوئے شاہیں

آہ! تُو بیٹھا ہوا "غمگین" ہے!!
تیرا دِل، سرمایۂ تزئین ہے!
اُٹھ کے پھیلا دے ذرا تُو اپنے پر
تیرا بازُو، بازوئے شاہین ہے!

چوٹ: اکسیرِ حیات!

چوٹ سے سونا بھی بن جاتا ہے کُندن اے اثر!
چوٹ انساں کیلئے گویا ہے اکسیرِ حیات!

کلی حُسنِ پاک

ہر کلی میں ہیں نُور کے جلوے
مُجتمع، چاندنی ہے پاکیزہ!

حُسن: نُورِ دِل افروز!

چاندنی ہے شفّاف دُودھ کی نہر

راحت افزا ہے حُسنِ مہتابی!

پھول: گہوارۂ حورِ بہار

پھول کے گہوارہ میں ہے جھولتی

ساغرِ بادہ لئے، حورِ بہار!

پھول : وجہِ صد نشاط

پھول ہے سامانِ روح افزائے حسن
پھول کا ساغر ہے وجہِ صد نشاط!

پھُول

پھُول کے پردے میں ہیں رنگینیاں
پھُول ہے اِک جلوہ گاہِ بے حجاب"

اقدامِ حیات

اے اثر ایسی جگہ قدم رکھدوں

ذرّے ذرّے میں جان پیدا ہو

سُرخیٔ خونِ جگر: رنگِ گلستاں

اے اثرؔ آتی نظر ہے مجھ کو یہ دُنیا جواں

سُرخیٔ خونِ جگر ہے وجہِ رنگِ گلستاں!

منظومات

قومی ترانہ:

بھارت کی جے ہو!

(۱)

دیش اپنا بھارت ! تمثالِ جنت !
کوہِ ہمالا ! (ق) مائل بہ رفعت !
چاندی کی ٹوپی ہے وجہِ حیرت !
آنکھوں سے دیکھو ! رُوپہلی رنگت !
سُورج میں چمکے سونے کی طلعت !
ہر دِل سراپا !! مہر و محبت !!

ہر سینہ گویا! کانِ مروّت!
یاں ہر بشر کو (ق) محنت سے رغبت!
یہ جانتا ہے! حرکت میں برکت!
ہندو مسلم
گاتے ہیں حت
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۲)

بھارت ہے پیارا سب سے نرالا!
انساں یہاں کا جیسے فرشتہ!
کوشش کا عادی محنت سراپا!
نہرو کے دم سے سب کو سہارا!

سُن میرے پیارے! دھرتی کے راجا!
محنت سے اپنی! ہر دشت و صحرا
اُٹھ اور بنا دے جنّت کا ٹکڑا!
سجدہ کناں ہو ہر شاخِ طوبیٰ!
تیری زمیں ہے گردوں سے اعلیٰ!
کوثر کی ہمسر ہر نہر و دریا
یہ گیت گاتی
بہتی ہے گنگا
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۳)

بھارت جواں ہے ہم سب کی جاں ہے

گودی میں اس کی — دین و اماں ہے
ہر قطعہ اس کا! — اک آسماں ہے
ہر جادہ اس کا! — اک کہکشاں ہے
نہرو ہمارا! — کیا نکتہ داں ہے
اس کا تدبر! — دنیا کی جاں ہے

اے اہلِ دنیا! — یہ کیسا سماں ہے
توپوں سے چھایا — کیسا دھواں ہے
نفیٔ تشدد! — اک ارمغاں ہے
گاندھی کا مسلک — بھارت کی جاں ہے
گلشن میں کوئل
یوں نغمہ خواں ہے
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

بھارت کے باشی (۴) سب باہُنر ہیں!
ہندو و مُسلم یہ شیر و شکر ہیں!
خوشیوں کے نغمے! ہر ہونٹ پر ہیں!
میووں سے شاخیں کب بارور ہیں!
شیروں کے بدلے ٹکڑے جگر ہیں!
پتھر میں سپنے! سیم اور زر ہیں
بھارت کے بچے (ق) کیسے نڈر ہیں
شاداں و فرحاں یہ خود سپر ہیں
کاندھوں پہ گویا! سونے کے پر ہیں
اُڑنے کو شاید سوئے قمر ہیں

یہ گیت گاتے
شام و سحر ہیں
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۵)

بھارت کا گھر گھر خوش گر ہے خوش رہو!

دیکھے جو اُس کو	ہو جائے لٹّو!
روشن وہ عارض	کالے وہ گیسو!!
بڑھ کر کماں سے	تیکھے وہ ابرو!
اُلفت کا پُتلا!	خوش خلق و خوش خو
آنکھوں میں رقصاں	بابل کا جادو!
رفتار میں ہے	اندازِ آہو!
ہر تیر اُس کا	دل میں ترازو
ہر وضع اُس کی	دل خواہ و دلجو!
شائستہ فقرے	پاکیزہ اردو!

کیوں گیسوئے آتش کا
گنگا میں نہ ہر شو!

بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

سنہ ۱۹۵۸ء

وطنی ترانہ:

بھارت کی جے ہو!

(۱)

جسکی جبہاں میں تقدیر بھارت!
تن میں امنگیں دِل میں مسرت!

بھارت کی جے ہو!

بھارت کی جے ہو!

(۲)

مشرق سے چمکی صبحِ درخشاں!
سورج کی کرنیں، ہر شو ہیں رقصاں

بھارت کی جے ہو

بھارت کی جے ہو

(۳)

پھیلا اُجالا! انسان جاگے!
بدقسمتی کے! اندھیرے بھاگے!

بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۴) "سر تا پا حرکت"!

انساں پیسار کا
"حرکت" سے حاصل ہوتی ہے "برکت"!

بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۵) تصویر "محنت"!

مزدور بھارت
ظاہر میں زحمت باطن میں رحمت!

بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۶)

آ میں سکھاؤں حکمت کا جوہر!
انجامِ عشرت! کلفت سراسر!

بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۷)

اے ہم وطن چُن شاعر کی حکمت!
محنت میں عزت غفلت میں ذلت!
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۸)

کیا ڈھونڈتا ہے ساحل پہ بیٹھا!
غوطہ لگا لے! تا قعرِ دریا!
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۹)

دریا کنارے قسمت ہے سوتی!
غوطہ لگا کر! ملتا ہے موتی!
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۱۰)

کیا دیکھتا ہے حیرت سے نادان!
دنیا ہے پیاسے موجوں کا طوفان!
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۱۱)

ہمت ہے کشتی اہلِ نظر کو!
جو بیچ جائیں خوف و خطر کو!
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۱۲)

دنیا سراسر اِک کشمکش ہے!
نادان! اس کے باؤں پہ غش ہے!
بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۱۴۳)

فخرِ وطن ہیں! بھارت کے بچے!
وعدے کے پورے وعدے کے سچے!

بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

(۱۴۴)

طفلِ کمسن! ہوں گے جواں کل!
یعنی بنیں گے! شیرِ ژیاں کل

بھارت کی جے ہو!
بھارت کی جے ہو!

ختم شد

بھارت کے فلسفی شاعر حیات اثرؔ بھارتی کے نظریۂ حیات و فلسفۂ حیات
کے اسرار و رموز سمجھنے کے لئے

"گلستانِ حیات"

کا مطالعہ کیجئے جس میں بتایا گیا ہے کہ حیات کیا ہے ؟ حیات کے اقدار و لوازمات کیا ہیں ؟ انسان کو دنیا کے نشیب و فراز کا کیونکر مقابلہ کرنا چاہیئے وغیرہ وغیرہ
اثرؔ بھارتی کا پیغام پُر اُمید و تابناک ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

آہ کے غم سے ہو جدا زہرہ آزما
شام کے پہلو میں ہے صبحِ نجات!

وہ پیرِ افسردہ و مایوس انسان سے یوں مخاطب ہے ؎

کس لئے ناداں! ہے ڈانواں ڈول تو
جب ہے تیری ذات نورِ کائنات!

وہ پیر انسان کو قوتِ حیات سے یوں آگاہ کرتا ہے ؎

کس لئے تو دل شکستہ ہے اثرؔ!
تیری رگ رگ میں دھڑکتی ہے حیات!

اُس کا فلسفہ ہے کہ ؎

ڈوب کر اُبھرے جو وہ انسان ہے

آ تجھے سمجھاؤں سِرّ کائنات!

کھا گئی تجھ کو کیوں "افسردگی"

اُٹھ کے تو قدم مایۂ پرواز ہے!

وہ انسان کو مایوسی اور ناکامی کے تاریک گڑھے میں نہیں دھکیلتا۔ وہ انسان کو "قسمت" پر صابر رہنا نہیں سکھاتا بلکہ ہمت و سعی کی حوصلہ افزا تعلیم دیتا ہے ؎

ہم بدل دیں "نوشتۂ قسمت"

کشمکش میں وہ فتحیاب ہیں ہم!

ہم بدل دیں نظام ہستی کو

سر بسر شورِ انقلاب ہیں ہم!

اور پھر ؎

"موت اور زندگی" سے لڑتے ہیں

مردِ میدان کارزار ہیں ہم!

فتح کو وہ سمجھے ہیں ہزیمت تو

اے اثر! ایسے کامگار ہیں ہم!

اقبال کی "خودی" اور اثر کی "خودی و سربلندی" ہم معنی ۔ مثلاً ؎

جو سربلند اثر! بلبلے تھے پانی کے

وہ ڈوب کر نہ دریا سے باوقار آئے!

اس کے فلسفۂ حیات کے روشن و تابناک پہلوؤں، ان کے کامرانی و فتحیابی کے فلسفہ، تعلیمات سعی و عمل اور جمالیات تیا امید کو سمجھنے کیلئے آپ :-

"گلستانِ حیات"

کا مطالعہ کیجیے قیمت فی جلد چھ روپے محصولڈاک ایک روپیہ الگ

ملنے کا پتہ

اردو اکادمی

پریم نگر ۔ گورداسپور

فزوں ہے عرشِ معلّیٰ سے رفعتِ آدم!
ملک بھی دیکھ کے حیراں ہیں عظمتِ آدم!

خدا
اور
عظمتِ آدم
کے گیت

شعرائے حال کی فرضی اور { Conventional and Traditional } مصنوعی عشقیہ شاعری کے
برعکس آثر بھارتی نے اس مجموعہ میں "خدا اور عظمتِ آدم" کے ذریعہ سے
عہدِ آفرینش کا نوری خاکہ پیش کیا ہے جس میں آدم کا تصوّر، اجرامِ فلکی
اور دوسری کائنات کی تخلیق کا مدعا، آدم کے بارِ امانت
اُٹھانے کا راز، آدم کی جامعیت کے مراتب، جلال و عظمتِ آدم
آدم کی عقلی اور روحانی پرواز، آدم و عالم کا باہمی علاقہ

بالتفصیل کتب مقدسہ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں
روحِ آدم کیا ہے، فلسفۂ روح کیا ہے؟
یہ تمام مسائل دیباچے میں قرآن، وید، گیتا اور بائیبل
کی روشنی میں واضح کئے گئے ہیں۔ خدا اور آدم کے باہمی
رشتے کو سمجھنے کے لئے اسے ضرور خریدئیے

قیمت :- فی جلد دو روپے علاوہ ڈاک ۵۰ نئے پیسے

ملنے کا پتہ

اُردو اکاڈمی

محلہ پریم نگر - گورداسپورہ
(پنجاب)

(ب)

پہنچا لے بال و پر کہاں آدم!
اس کی پرواز کی رسائی دیکھ!

"سرودِ روحانی"

مجموعۂ کلام: آثر بھارتی

"ڈاکٹر اقبال کا قول کس قدر حقیقت آگیں و بصیرت افروز ہے کہ

وہ فریب خوردہ شاہیں، جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے، رہ و رسمِ شاہبازی

نیز اُن کا یہ شعر کہ

عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

اسی فلسفۂ اقبال پر آثر بھارتی کا یہ شعر مبنی ہے کہ

پہنچا لے بال و پر کہاں آدم
اس کی پرواز کی رسائی دیکھ!

یہ دُنیا باہمہ سامانِ امن و راحت، مصافِ کشمکش ہے۔ احوالِ روزگار
گردشِ دوراں، لمحہ بہ لمحہ آدمی کو مصائب و شدائدِ زماں سے ٹکرا[illegible]
ہیں۔ انسان کی کشتیِ حیات "دریائے زندگی میں مشکلا[illegible]
و حادثات سے ٹکراتی ہے۔ اُسے لبِ ساحل پر صحیح و سالم
لیجانے کے لئے، اس کو سعی و ہمت، زورِ بازو، اور [illegible]
و حوصلہ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اور یہ جملہ صفات رجائی
و پُراُمید ہیں جو مشکلات میں اس کا حوصلہ بڑھاتی
اور ڈانواں ڈول ہونے سے بچاتی ہیں۔ یہی صفات، مایوسی
و ناکامی کی مہیب گھٹاؤں میں شمعِ ہدایت کا کام کرتی ہیں اور
اِنسان کو اُمید کی روشن شعاع سے آشنا [illegible]
ہے۔ آنجہانی بھارتی کا تمام کلام انہی تعلیمات سے
مملو ہے۔ مثلاً ؎

ناخدا کشتی کا میری تو ہے، گر حرکت کروں
ہو مرا خود زورِ بازو و ہم عنانِ کشمکش!
بُلبلا بن جا ــــ اور سوارِ موجِ طوفانی تو ہو جی! کشمکش
[illegible] نظر [illegible] شانِ کشمکش!

آدمی صورتِ امواجِ مضطرب ہے اثر
ہر قدم پر سامنے ہے امتحانِ کشمکش

...ش وجدوجہد کی دنیا سے ماورا' اتھروبھارتی نے انسان
...اعلیٰ صفات وجذباتِ بلند کی بنا پر بھی اُٹھایا ہے لیے ؎

آرزو بھی کیا؟ در اصل ہیں یہ بال و پر!
جن سے آدم کو ملا کچھ کچھ نشانِ زندگی!

...انسان محض "سانس لینے" کو زندگی سمجھے بیٹھے ہیں۔
اتھر بھارتی کے نزدیک ایسا نہیں۔ اس کے نزدیک حرکت
ہی زندگی ہے اور حرکت ہی بابرکت ہے ؎

کس لئے بیٹھا ہے ہمت ہار کر
اُٹھ بنا بنجر کو بھی اک لالہ زار تو

؎ جدوجہد و سعی سے کھلتے ہیں اسرارِ حیات
ہوتا ہے انساں انہیں سے کامرانِ زندگی!

مادیات سے ماورا' اتھر بھارتی ہر انسانی شعبہ میں خدا کا
دستِ قدرت کارفرما دیکھتا ہے ؎

پسِ تدبیر کارفرما دیکھ!
حقِ تعالیٰ کا خامۂ تقدیر!

نیز یہ شعر ؎

تو عقابِ پرفشاں کے گیت گا اور یاد رکھ
"بازوئے ہمت" کے پیچھے کارفرما کون ہے؟

یہ مجموعہ ہر اہلِ عزم کے لئے پیامِ زندگی لانے والا
اور ہر نکتہ چیں کو خاموش کرنے والا ہے۔

قیمت فی جلد:- دو ٢ روپے۔ محصولڈاک ۵ نئے پیسے

ملنے کا پتہ

اُردو اکاڈمی
پریم نگر - گورداسپور